120374 ـ کیا والدین کا کسی ایک بیٹے کے لیے اکیلا کمرے میں سونا عدل کے خلاف ہے ؟

سوال

میرے تین بھائی ہیں ایک کی عمر بارہ برس اور دوسرے کی دس بر ساور تیسرے کی چھ برس اور میری عمر سترہ برس ہے، والد صاحب نے مجھے سونے کے لیے بالکل علیحدہ کمرہ دیا ہے اور میرے تینوں بھائی ایک دوسرے کے ساتھ ایک ہی کمرہ میں سوتے ہیں، کیا یہ ظلم تو نہیں ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

ہم بہت سارے جوابات میں بیان کر چکے ہیں کہ والدین کا اپنی اولاد کو ہدیہ اور تحفہ دینے میں عدل و انصاف سے کام لینا واجب ہے، اس کی تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (22169) کے جواب کا مطالعہ کریں.

ہم جو یہ بات کر رہے ہیں وہ عطیہ اور تحفہ کے متعلق ہے نفقہ اور اخراجات کے بارہ میں نہیں؛ کیونکہ نفقہ اور اخراجات چھوٹے اور بڑے کے مختلف ہوتے ہیں، اور پھر عورت اور مرد کے بھی علیحدہ ہوتے ہیں.

اور ہم جو نفقہ اور اخراجات میں کہیں گے وہی یہاں اس سوال میں وارد مسئلہ کے بارہ میں کہتے ہیں، عقلند اور دانشوروں کے ہاں یہ معروف و معلوم ہے کہ بہتر یہی ہے کہ لڑکیاں اپنے بھائیوں کے کمرے میں مت سوئیں، اور اسی طرح بڑے چھوٹے بچوں کے کمرہ میں نہ سوئیں، یہ ایسے امور ہیں جن سے اولاد میں عدل کا کوئی تعلق نہیں، بلکہ یہ تو طبیعت کا تقاضا ہے، اور مصلحت بھی اسی میں پائی جاتی ہے.

کیونکہ یہ تو معلوم ہے کہ لڑکیوں کی طبیعت لڑکوں کی طبیعت سے مختلف ہوتی ہے، اور لڑکی اپنے کمرے میں وہ کچھ چاہتی ہے جس میں اس کا بھائی شریک نہ ہو، اور اسی طرح ان میں عمر مختلف ہونے کی صورت میں بھی کہا جائیگا.

اس بنا پر اس میں کوئی مانع نہیں کہ مثلا والد اپنی بیٹی کے لیے علیحدہ کمرہ مقرر کر دے، اور سب بیٹوں کے لیے مناسب تعداد کے مطابق ایک ہی کمرہ میں جمع کر دے، اور اسی طرح اس میں بھی کوئی مانع نہیں کہ بڑے بیٹے کو اپنے چھوٹے بھائیوں سے علیحدہ مستقل کمرہ میں منتقل کر دے.

یہاں کئی ایک امور کی تنبیہ کی جاتی ہے کہ:

اول:

چھوٹی عمر سے ہی بچوں کے بستر علیحدہ کرنے کا خیال رکھا جائے، اور خاص کر جب دس برس کی عمر کے ہو جائیں تو پھر علیحدہ کرنا ضروری ہے.

کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اپنی اولاد کو سات برس کی عمر میں نماز کا حکم دو، اور جب دس برس کے ہو جائیں تو انہیں نماز (ادا نہ کرنے) پر مارو، اور ان کے بستر علیحدہ کر دو "

مسند احمد حدیث نمبر (6717) سنن ابو داود حدیث نمبر (495) علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل حدیث نمبر (298) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

مزید آپ سوال نمبر (78833) کے جواب کا مطالعہ کریں کیونکہ یہ بہت اہمیت کا حامل ہے.

دوم:

ہماری رائے کے مطابق اس میں کوئی مصلحت نہیں کہ ایک ہی کمرہ میں چھوٹے اور بڑے سوئیں.

سوم:

بعض اوقات اس میں مصلحت نہیں ہو سکتی کہ ہر بچے اور بچی کو علیحدہ کمرہ میں رکھا جائے؛ کیونکہ وسوسہ میں شیطان اکیلے کے زیادہ قریب ہوتا ہے، اور دو یا تین میں معصیت و برائی ابھارنے سے اکیلے کے زیادہ قریب ہے، اس لیے اگر ایک کمرہ میں ایک سے زائد کو رکھا جائے تو یہ افضل اور بہتر ہوگا.

اللہ سبحانہ و تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کے حالات کی اصلاح فرمائے، اور والدین کو اپنی اولاد کا خیال کرنے اور ان کی اچھی اور بہتر تربیت کرنے کی توفیق دے.

واللہ اعلم .